علامہ اقبال اوپن یونیورسٹی کی تمام کلاسز کی حل شدہ اسائمنٹس ،گیس پیپرز فری میں ہماری ویب سائٹ سے ڈاؤن لوڈ کریں ہاتھ سے لکھی ہوئی اور آن لائن ایل ایم ایس کی مشقیں دستیاب ہیں۔

مضمون	:	معاشیات (اکنامکس)
سطح	:	بی۔اے/بی کام
کوڈ	:	402
مشق	:	04
سمسٹر	:	بہار2025ء

سوال نمبر1: تامین کی تعریف کیجیے اور اس کے ارتقائی مراحل پر روشنی ڈالیے۔ نیز تامین کے فوائد اور نقصانات پر ایک تفصیلی بحث قلمبند کیجیے۔

جواب:

تامین: تامین کی اصطلاح اس پالیسی کیلئے استعمال کی جاتی ہے جس کے تحت ملکی صنعتوں کی حوصلہ افزائی کیلئے انہیں عطیات دیے جاتے ہیں یا غیر ملکی اشیاء کی درآمد پر بھاری محصولات عائد کیے جاتے ہیں۔ اس پالیسی کا بنیادی مقصد صارفین کے مفادات کو قربان کر کے قومی صنعتوں کو پروان چڑھانا ہوتا ہے۔ تامین کے نظریہ اور عمل میں سیاسی اغراض بھی معاشی مقاصد کے ساتھ ملی جلی ہوتی ہیں۔ سیاسی اقتصادیات کی ایک لغات کے مطابق تامین ایک ملک کیلئے دفاع کی مانند مقدس تصور کی جاتی ہے۔ قومی صنعت اور معاشی مفادات کو فروغ دینا ایک وفادار شہری کا اس طرح فرض ہے جس طرح قومی سرزمین کو دشمن کے حملہ سے محفوظ رکھنا۔

ارتقائی مراحل: برطانیہ آزاد تجارت کا علمبردار رہا ہے کیونکہ اس سے اس کے مفادات پورے ہوتے تھے۔ انگلستان وہ پہلا ملک تھا جس میں صنعتی انقلاب رونما ہوا۔ دوسرے ممالک صنعتی میدان میں کافی بعد میں داخل ہوئے۔ یہ ممالک آزاد تجارت کے فلسفہ پر قائم رہ کر ترقی نہیں کر سکتے تھے۔ انگلستان نے ہندو پاک سمیت اپنی نوآبادیات پر آزاد تجارت کی پالیسی نافذ کی۔ اس پالیسی کے ان نوآبادیات کی دستکاریوں پر بڑے بڑے اثرات پڑے۔ یہ دستکاریاں انگلستان کی مشینوں سے بنی ہوئی سستی اشیاء کے مقابلہ کا شکار ہو کر رہ گئیں۔ کچھ عرصہ تک فرانس اور جرمنی میں بھی آزاد تجارت کے حق میں پراپیگنڈہ کو بڑی مقبولیت حاصل رہی لیکن جلد ہی اس کا ردعمل سامنے آنے لگا۔ تامین کے حق میں سب سے پہلے ریاست ہائے متحدہ امریکہ سے آواز بلند ہوئی۔ اس کے بعد جرمنی اور دیگر ملکوں نے بھی آزاد تجارت کے خلاف ردعمل کا اظہار کیا۔ جرمنی اور امریکہ سے گزر کر یہ ردعمل صنعتی اعتبار سے پسماندہ ممالک تک پہنچ گیا اور تامین کے حق میں دلائل پیش کیے جانے لگے۔

تامین کے فوائد: تامین کے حق میں مندرجہ ذیل دلائل 1791 سے آج تک پیش کیے جا رہے ہیں:

(i) نوزائیدہ صنعت کی دلیل: تامین کے حق میں شاید یہ سب سے زیادہ مضبوط دلیل ہے۔ اس کا ظہور اس مقولہ سے ہوا ہے کہ نومولود کی دیکھ بھال کریں، بچہ کی حفاظت کریں اور بالغ کو آزاد چھوڑ دیں۔ وہ آجر جو ایک نئی صنعت قائم کرنا چاہتا ہے اسے بہت سی مشکلات پر قابو پانا ہوتا ہے۔ تجربہ کی کمی، ہنرمند محنت بالخصوص سرمایہ کی نایابی اور دیگر کئی مشکلات کا صنعت کی ترقی کے ابتدائی مراحل میں سامنا کرنا پڑتا ہے۔ یہ مشکلات اشیاء کے مصارف پیدائش میں اضافہ کا باعث بنتی ہیں۔ جبکہ طویل عرصہ سے میدان پیدائش میں موجود ملکوں کے آجروں کو یہ مشکلات پیش نہیں آتیں۔ اگر آغاز کار ہی میں ایک آجر کو سخت مقابلہ پیش آجائے تو اس کا کام بہت کٹھن ہو جاتا ہے لہٰذا تامین (تحفظ) کے بغیر کسی ملک کیلئے نئی صنعت کو ترقی دینا ممکن نہیں۔

(ii) نوزائیدہ ملک کی دلیل: یہ دلیل سابقہ دلیل ہی سے پیدا ہوتی ہے۔ بعض ممالک یا علاقے جن کے پاس وسیع قدرتی وسائل ہیں مثلاً چین، بھارت یا پاکستان غیر ملکی مقابلہ کی وجہ سے ایسی صنعتوں کو ترقی نہیں دے سکتے۔ اس مقابلہ کی موجودگی میں وہ کبھی بھی صنعتی ملک نہیں بن سکتا اس لیے وہ دائمی طور پر غریب رہیں گے۔ جب تک وہ غیر ملکی اشیاء کی درآمد کی راہ میں تامین کی بلند دیوار کھڑی نہ کریں اور اس دیوار کی اوٹ ہی میں اپنی قومی صنعتوں کو ترقی دیں۔

(iii) صنعتوں کی تنوع کی دلیل: تامین یہ دعویٰ بھی کرتے ہیں کہ تامین سے نہ صرف روزگار کے زیادہ مواقع فراہم ہوتے ہیں بلکہ اس سے مختلف قسم کی صنعتوں کو ترقی ملنے سے ملک کو بہت سے دیگر فوائد بھی حاصل ہوتے ہیں۔ کسی ایک یا چند صنعتوں پر انحصار کرنا قومی معیشت کیلئے خطرناک ہوتا ہے۔ مثال کے طور پر زرعی ممالک کو بارشوں کے نہ ہونے یا زرعی پیداوار کی قیمتوں کے گر جانے سے بہت نقصان اٹھانا پڑتا ہے۔ اگر ان کی معیشت متوازن ہوتی اور زراعت کے پہلو بہ پہلو متعدد صنعتیں بھی قائم ہو چکی ہوتیں تو ان میں بہت کم نقصان ہوتا۔

(iv) کلیدی صنعتوں کی دلیل: موجودہ زمانے کی جنگیں فولاد اور مشینوں کی جنگیں ہیں۔ دولت کی فراوانی اور صنعتی مضبوطی ہی وہ اہم عوامل ہیں جو جنگ جیتنے کے ضامن ہیں۔ اس لیے بعض صنعتیں ملک کی سلامتی اور دفاع کیلئے قطعاً ناگزیر ہیں۔ ان میں لوہے اور فولاد، جہاز سازی اور موٹر گاڑیوں اور حرکی انجنوں کی

میٹرک، ایف اے، آئی کام، بی اے، بی کام، بی ایڈ، بی ایس، ایم اے، ایم ایڈ، ایم ایس سی، پی ایچ ڈی ایف اے اسائنمنٹس ویب سائٹ سے مفت میں ڈاؤن لوڈ کریں ہاتھ سے لکھی ہوئی اور ایل ایم ایس کی انفرادی امتحانی مشقوں کے لیے اکیڈمی کے نمبر پر رابطہ کریں

میٹرک سے لیکر ایم اے ایم ایس سی ایم فل تک تمام کلاسز کی داخلوں سے لیکر ڈگری کے حصول تک کی تمام معلومات مفت میں حاصل کرنے کے لیے ہماری ویب سائٹ کا وزٹ کریں

0334-5504551 Download Free Assignments from solvedassignmentsaiou.com

دنیا کی تمام یونیورسٹیز کے لیے انٹرن شپ رپورٹس، پروپوزل، پراجیکٹ اور تھیسز وغیرہ بھی آرڈر پر تیار کیے جاتے ہیں۔

علامہ اقبال اوپن یونیورسٹی کی تمام کلاسز کی حل شدہ اسائنمنٹس ،گیس پیپرز فری میں ہماری ویب سائٹ سے ڈاؤن لوڈ کریں ہاتھ سے لکھی ہوئی اور آن لائن ایل ایم ایس کی مشقیں دستیاب ہیں۔

کلیدی صنعتیں شامل ہیں۔

(v) توازن تجارت کی دلیل: کسی ملک کے ناموافق توازن تجارت کی کئی وجوہات ہوسکتی ہیں جو ملک ناموافق توازن تجارت کا شکار ہوا سے اس خسارہ کو دور کرنے کیلئے چند اقدامات کرنے پڑتے ہیں۔ان اقدامات میں ایک اہم قدم ''تامین پسندی'' کی پالیسی اختیار کرنا ہے۔

(vi) زر کو گھر پر رکھنے کی دلیل: یہ دلیل اس نظریہ پر مبنی ہے کہ جب ہم غیر ملکی مصنوعات خریدتے ہیں تو ہمیں اشیاء مل جاتی ہیں اور غیر ملکی افراد کو زر یعنی سرمایہ مل جاتا ہے اور جب ہم اپنی ملکی مصنوعات خریدتے ہیں تو اشیاء اور زر دونوں ہمیں مل جاتے ہیں۔

(vii) ملکی منڈی کی دلیل: تامین کی پالیسی سے یہ توقع ہوتی ہے کہ جن صنعتوں کو اس طرح تحفظ دیا جائے گا ان میں روزگار کے مواقع بڑھ جائیں گے۔تامین کے تحت اندرون ملک غیر ملکی اشیاء کی درآمد پر پابندی لگا دی جاتی ہے۔اس سے ملکی صنعتوں کیلئے سازگار فضا پیدا ہوتی ہے کہ وہ اپنی رسد کو بڑھا کر اشیاء کی کمی کے اس خلاء کو پورا کر سکیں۔رسد میں اضافہ کرنے کیلئے مقامی صنعتیں اپنی پیداوار بڑھانے کی کوشش کرتی ہیں۔پیداوار میں اضافہ روزگار کو بڑھا کر ہی ممکن ہوسکتا ہے۔پاکستان جیسے غریب ملک کیلئے تامین کے حق میں روزگار کی دلیل خاص اہمیت کی حامل ہے۔

(viii) اجرت کی دلیل: بعض اوقات تامین کے حق میں یہ دلیل بھی دی جاتی ہے کہ مختلف ملکوں میں اجرتوں کا معیار مختلف ہوتا ہے۔بعض ملکوں میں اجرتیں دوسرے ملکوں کے مقابلے بہت زیادہ ہوتی ہیں۔مثال کے طور پر انگلستان اور امریکہ میں جاپان کے مقابلہ میں اجرتیں اتنی زیادہ ہیں کہ بعض اوقات برطانیہ اور امریکہ کے صنعت کار یہ مطالبہ کرتے ہیں کہ جاپان کے مقابلے میں ان کی صنعتوں کو تامین دی جانی چاہیے۔اگر ان صنعتوں کو تامین نہ دی جائے تو جاپان کی نسبتاً سستی اشیاء کا برطانیہ اور انگلستان کی صنعتوں پر بہت برا اثر پڑے گا۔جاپان کی اشیاء کے کم قیمت ہونے کا ایک بنیادی سبب یہ ہے کہ جاپان میں اجرتیں بہت کم ہیں۔امریکہ اور انگلستان میں اجرتوں کے زیادہ ہونے کی وجہ سے ان ملکوں میں اشیاء کے مصارف پیدائش بڑھ جاتے ہیں۔

(ix) قدرتی وسائل کے تحفظ کی دلیل: آزاد تجارت قدرتی وسائل کے خاتمہ پر منتج ہوتی ہے۔ظاہر ہے کہ ایک ملک کیلئے اس کے قدرتی وسائل کا جلد ختم ہوجانا بہت تشویش ناک ہوتا ہے۔یہ بات کہیں بہتر ہے کہ ایک ملک اپنے وسائل سے اعتدال کے ساتھ استفادہ کرے اور وہ ایک طویل عرصہ میں جا کر ہی حد اختتام کو پہنچیں۔یہ محدود تجارت کے ذریعہ حاصل کیا جاسکتا ہے۔اس کے برعکس آزاد تجارت بڑے پیمانے پر ان وسائل کے انتفاع کا دروازہ کھول دیتی ہے اور اس سے نتیجتاً ان وسائل کے اختتام کی حد جلد قریب آلگتی ہے۔

نقصانات:الف۔ تامین کے حالات میں ملکی پیدا کنندگان اپنے آپ کو محفوظ تصور کرنے لگتے ہیں اور ان میں مقابلہ کا احساس ختم ہونے لگتا ہے۔غیر ملکی مقابلہ کی عدم موجودگی میں ان میں اپنی بقا کیلئے جدوجہد کرنے کا عزم ٹھنڈا پڑ جاتا ہے جبکہ آزاد تجارت کے تحت غیر ملکی مقابلہ کا خوف ان صنعتوں کی استعداد میں جلد اضافہ کرنے کا باعث بنتا ہے۔

ب۔ حکومت کی آمدنی میں کمی: تامین کی مخالفت میں یہ دلیل بھی دی جاتی ہے کہ اس سے حکومت کی آمدنی میں کمی واقع ہوجاتی ہے۔تامین کے نتیجہ میں درآمدات کم ہوجاتی ہیں۔اس لیے حکومت درآمدی محصولات کی آمدنی سے محروم ہوجاتی ہے۔تامین کے حق میں صنعتوں کی توتیج کی جو دلیل دی جاتی ہے وہ اس بنیاد پر مسترد ہوجاتی ہے کہ تامین کے نتیجہ میں صنعتیں جس حفاظتی چار دیواری کے اندر نشوونما پاتی ہے اس سے ان کے مصارف پیدائش بہت بڑھ جاتے ہیں اور اس وجہ سے وہ تخصیص کے فوائد سے محروم ہوجاتی ہیں۔روزگار میں تنوع کا مقصد ملکی اشیاء کے مصارف پیدائش اور قیمتوں میں اضافہ کا بوجھ اٹھا کر ہی حاصل کیا جاسکتا ہے۔

ج۔ وسائل سے ناقص استفادہ: جو لوگ آزاد تجارت کے حامی ہیں وہ تامین کے خلاف یہ دلیل بھی دیتے ہیں کہ آزاد تجارت کے نظام کے تحت چند ابھرتی ہوئی صنعتوں کو اچھے طریقے پر ترقی دینا اس سے بہتر ہے کہ تامین کے نظام کے تحت کئی کم مستعد اور پرخطر صنعتوں پر توجہ مرکوز کی جائے۔تامین پالیسی کے تحت اس بات کا امکان ہے کہ عاملین پیدائش کو کم پیداواری کاموں میں استعمال کیا جائے اس سے قومی آمدنی میں کمی واقع ہوگی۔

د۔ انتقامی ردعمل: تامین کی پالیسی سے مختلف ممالک کے درمیان شکوک وشبہات اور سرد جنگ کی فضا پیدا ہوسکتی ہے۔تامین کے ردعمل کے طور پر دوسرے ممالک انتقامی کاروائی بھی کرسکتے ہیں۔یعنی وہ بھی تامین پر کاربند ہونے والے ملک کی اشیاء کی درآمد پر پابندیاں لگا سکتے ہیں۔اس سے تامین کے مقاصد بھی فوت ہوسکتے ہیں۔

ر۔ عالمی تجارت میں کمی: تامین کارآمد ہوسکتی ہے لیکن صرف قلیل عرصہ کیلئے۔طویل عرصہ میں بین الاقوامی تجارت کے میدان میں اس سے کوئی مستقل نوعیت کا فائدہ حاصل نہیں ہوتا۔بلکہ اس کے برعکس یہ تباہ کن ثابت ہوسکتی۔اگر ہر ملک تامین کی پالیسی پر کاربند ہوجائے تو ہر ملک اپنی اشیاء فروخت تو کرنی چاہے گا مگر دوسروں کی اشیاء خریدنے پر آمادہ نہ ہوگا۔اس وجہ سے غیر ملکی تجارت سکڑ کر رہ جائے گی۔

اجارہ داریاں اور کارٹل: جب کسی ملک میں غیر ملکی اشیاء کی درآمد کے خلاف حفاظتی دیواریں کھڑی کردی جاتی ہیں تو ملکی آجر منفی طرز عمل اختیار کرنا شروع کردیتے ہیں۔یہ آجر اجارہ داریاں اور کارٹل قائم کرنے لگتے ہیں۔ان اجارہ داریوں کا قیام اس وجہ سے ممکن ہوجاتا ہے کہ ملکی منڈی میں صرف اور صرف اشیاء ہی دستیاب ہوتی ہیں۔یہ جان کر کہ ملک میں ایک مخلوط منڈی موجود ہے، پیدا کنندگان نہ صرف اپنی اشیاء کی قیمتیں بڑھا دیتے ہیں بلکہ ان کا معیار بھی پست کردیتے

دنیا کی تمام یونیورسٹیز کے لیے انٹرن شپ رپورٹس، پروپوزل، پراجیکٹ اور تھیسز وغیرہ بھی آرڈر پر تیار کیے جاتے ہیں۔

علامہ اقبال اوپن یونیورسٹی کی تمام کلاسز کی حل شدہ اسائمنٹس، گیس پیپرز فری میں ہماری ویب سائٹ سے ڈاؤن لوڈ کریں ہاتھ سے لکھی ہوئی اور آن لائن ایل ایم ایس کی مشقیں دستیاب ہیں۔

ہیں۔

دولت کی غیر منصفانہ تقسیم ''تامین'' ملک میں دولت کی غیر منصفانہ تقسیم کا بھی باعث بنتی ہے۔ تامین کے تحت ملکی آجر بڑے مزے میں ہوتے ہیں۔ وہ زیادہ قیمت پر اپنی اشیاء فروخت کر کے اور اشیاء کے معیار کو گرا کر دولت بنانے میں لگے رہتے ہیں۔ نقصان صارف کو پہنچتا ہے کیونکہ اسے زیادہ قیمت دے کر کم معیار کا مال خریدنا پڑتا ہے۔ تامین کے نظام کے تحت یہ سلسلہ لامتناہی ہوتا ہے۔ امیر، امیر تر اور غریب، غریب تر ہوتا جاتا ہے۔

تامین کبھی ختم نہیں ہوتی: تامین کی مخالفت میں آخری دلیل یہ دی جاتی ہے کہ اس سے صرف بااثر بڑے بڑے ملکی آجروں کو ہی فوائد حاصل ہوتے ہیں جو اس کے جاری رکھنے کیلئے پورا دباؤ ڈالتے ہیں۔ ایک دفعہ دی گئی تامین بالعموم مستقل رنگ اختیار کر لیتی ہے۔ نوزائیدہ صنعتیں کبھی بھی دارہ بلوغت میں نہیں پہنچ پاتیں۔

سوال نمبر 2: سرکاری محاصل سے کیا مراد ہے اور ان کے اہم ذرائع کیا ہیں؟ نیز محصول بندی کے اصولوں پر ایک سیر حاصل بحث قلمبند کیجیے۔

جواب: سرکاری محاصل: حکومت متعدد ذرائع سے محاصل جمع کرتی ہے۔ سرکاری محاصل درج ذیل ہیں:

الف۔ محصولات: محصولات ایک لازمی ادائیگی ہوتی ہے جو حکومت کو کی جاتی ہے اور جس کے عوض محصول گزار اپنے ادا کردہ محصول کے تناسب سے کسی قسم کا بلاواسطہ فائدہ حاصل نہیں کرتا۔

ب۔ فیس: فیس ایک لازمی ادائیگی ہے جو کسی مخصوص خدمت کے عوض وصول کی جاتی ہے لیکن یہ بالعموم مصارف خدمت کا ایک جزوی حصہ ہوتی ہے۔

ج۔ قیمت: قیمت کسی خدمت کے عوض ادا کی جاتی ہے لیکن یہ مصارف کو پورا کرتی ہے۔

سرکاری محاصل کے اہم ذرائع: سرکاری محاصل کے اہم ذرائع یہ ہیں:

الف۔ تخلیق زر: حکومت نظام زر پر اپنے اقتدار اعلیٰ کی بدولت تخلیق زر سے اپنے مصارف پورے کر سکتی ہے۔ حکومت دو طریقوں سے تخلیق زر کر سکتی ہے:

(i) زر کاغذی کا اجراء: اس صورت میں حکومت بلوں کی ادائیگی کیلئے زر کاغذی چھاپ دیتی ہے۔ یہ بات عام طور سے معلوم ہوتی ہے کہ بہت زیادہ نوٹوں کے اجراء کے نتائج خوشگوار ہوتے ہیں۔ افراط زر ان میں سرفہرست ہے۔ افراط زر قیمتوں کی عام سطح کو اوپر لے جاتا ہے جس سے مختلف گروہ بری طرح متاثر ہوتے ہیں چنانچہ اس وجہ سے اضافی نوٹوں کا اجراء حکومت کے نزدیک کوئی پرکشش ذریعہ محاصل نہیں ہوتا۔

(ii) مرکزی بنک سے قرضہ گیری: جب مرکزی بنک حکومت کو قرضہ مہیا کرتا ہے تو حکومت کسی کی شخصی دولت میں کمی کیے بغیر بنک میں اپنی امانتوں کے خلاف چیک کاٹ کاٹ کر اخراجات پورے کرتی ہے۔ اس قرضے پر سود ادا کرنے کی ضرورت نہیں ہوتی اور یہ تخلیق زر کی بجائے قرضہ گیری ہے۔ لیکن یہ صورت اسی وقت ہوگی کہ مرکزی بنک بانڈ فروخت کرے۔ تاہم مرکزی بنک اس وقت تک بانڈ فروخت نہیں کرے گا جب تک کوئی حکومت شعوری طور پر تخلیق زر کی بجائے قرضہ گیری کا عمل نہ اپنائے۔ عموماً مرکزی بنک سے قرضہ گیری کو تخلیق زر شمار نہیں کیا جاتا لیکن یہ طریقہ عوام کی ناپسندیدگی کے بغیر اپنایا جا سکتا ہے۔

فیسیں: بنیادی طور پر یہ وہ معاوضے ہوتے ہیں جو حکومت لوگوں کی مختلف خدمات کے بدلے میں حاصل کرتی ہے۔ مثلاً کورٹ فیس، تعلیمی فیس، رجسٹری فیس وغیرہ وغیرہ۔ ان فیسوں کے ذریعے خدمات کی جزوی لاگت پوری کی جاتی ہے۔ یہ فیس محصولات سے مختلف ہوتی ہے کیونکہ ان کا تعلق مراعات کی بہم رسانی سے ہوتا ہے۔

قیمتیں: یہ خصوصی خدمات کے عوض وصول کی جاتی ہیں اور فیسوں کی طرح لازمی نہیں ہوتیں۔ صارف ان خدمات مثلاً ریلوے کی وصولیوں سے دستبردار ہو کر اخراجات سے بچ نکلتے ہیں۔

خصوصی تشخیص: یہ بعض دفعہ مراعات کے بدلے میں عائد کی جاتی ہیں مثلاً کسی علاقے میں سڑک کی تعمیر یا پارک کی تعمیر۔ ان شخصیتوں میں خصوصی مقاصد کے عناصر پائے جاتے ہیں۔

۱۔ خصوصی مراعات قابل پیائش ہوتی ہیں۔ مثلاً یہ کہ کسی علاقے میں سڑک کی تعمیر کے باعث اراضی کی قیمت میں کتنا اضافہ ہوا ہے۔

۲۔ خصوصی تشخیص ان مراعات کے متناسب ہوتی ہیں جو مہیا کی جاتی ہے۔

۳۔ ان کی بدولت حساب سرمایہ میں اضافہ ہوتا ہے۔

۴۔ ان میں جو کلی پہلو ہوتا ہے یہ ہے کہ دیگر محصولات ہی کی طرح عائد کی جاتی ہیں۔

محصول بندی کے اصول: کیا کوئی حکومت بے روک ٹوک جتنے ٹیکس چاہے عائد کر سکتی ہے۔ اس کا عمومی جواب نفی میں ہے۔ سرکاری اداروں کو ایک محصولاتی ڈھانچہ تیار کرنا ہوتا ہے اور چند اصول وضع کرنا پڑتے ہیں۔ معاشرہ حکومت کو یہ اختیار دیتا ہے کہ وہ ایک محصولاتی ڈھانچہ تیار کرے جو اس کے مقاصد اور ترجیحات پوری کرتا ہو۔ ذیل میں وہ معلّمہ محصولاتی اصول درج کیے جاتے ہیں جن کو آدم سمتھ محصول کے اصول قرار دیتا ہے:

الف۔ اصول مساوات: کیا تمام لوگوں پر یکساں شرح سے محصول عائد کیے جاتے ہیں؟ مساویانہ یا منصفانہ شرح کیا ہے؟ وصفی معاملہ ایک ہے اس کیلئے علمی پیمانہ وضع نہیں کیا جا سکتا۔ مساوات کے اصولوں کی تخصیص معاشرے کے افراد کے رویوں ہی کے حوالے سے کی جا سکتی ہے۔ یہ ضروری نہیں کہ ہر شخص یکساں رقم یا

دنیا کی تمام یونیورسٹیز کے لیے انٹرن شپ رپورٹس، پروپوزل، پراجیکٹ اور تھیسز وغیرہ بھی آرڈر پر تیار کیے جاتے ہیں۔

میٹرک سے لیکر ایم اے، ایم ایس سی، ایم فل تک تمام کلاسز کی تمام معلومات مفت میں حاصل کرنے کے لیے ہماری ویب سائٹ کا وزٹ کریں

میٹرک، ایف اے، آئی کام، بی اے، بی کام، بی ایڈ، بی ایس، ایم اے، ایم ایڈ، ایم ایس سی، پی ایچ ڈی، ایف اسائنمنٹس ویب سائٹ سے مفت میں ڈاؤن لوڈ کریں ہاتھ سے لکھی ہوئی اور ایل ایم ایس کی انفرادی اسائنمنٹ کے لیے اکیڈمی کے نمبر پر رابطہ کریں

03345504551 Download Free Assignments from Solvedassignmentsaiou.com

علامہ اقبال اوپن یونیورسٹی کی تمام کلاسز کی حل شدہ اسائنمنٹس ،گیس پیپرز فری میں ہماری ویب سائٹ سے ڈاؤن لوڈ کریں ہاتھ سے لکھی ہوئی اور آن لائن ایل ایم ایس کی مشقیں دستیاب ہیں۔

یکساں شرح سے رقم ادا کرے۔اصول مساوات کا مطلب ہے کہ مساوات ایثار یعنی جو لوگ زیادہ دے سکتے ہوں وہ زیادہ دیں۔

ب۔ اصول استطاعت: محصولاتی بار کی منصفانہ تقسیم کا ایک مسلمہ اصول ہے۔اصول استطاعت ادائیگی ،اس کی بھی کوئی سائنسی بنیاد نہیں۔یہاں یہ مسئلہ ہے کہ کسی شخص کی استطاعت ادائیگی اور اس کی پیمائش کا تعین کیونکر ہو؟ اپنے وسیع تر مفہوم میں استطاعت ادائیگی معاشی بہبود سے تعلق رکھتی ہے اور یہ ایک موزوں ترین پیمانہ ہے۔ایک اور پیمانہ ہے صرف خرچہ بلحاظ مجموعی یا مخصوص زمروں کے لحاظ سے جیسے بکری ٹیکس یا درآمدی ڈیوٹی کسی بھی اچھے محصولاتی نظام میں استطاعت ادائیگی کی اہمیت کو پیش نظر رکھنا ضروری ہے۔

ج۔ اصول تعین: محصول گزار کو محصول کے بارے میں تعین سے معلوم ہو جانا چاہیے کہ محصول کب ادا کرنا ہے، کیونکر ادا کرنا ہے اور کتنا محصول ادا کرنا ہے؟ ان سب کے بارے میں محصول گزار کو بعینتی معلومات حاصل ہوں۔آدم سمتھ اصول بعینتی کو بڑی اہمیت دیتا ہے۔غیر یقینی صورتحال ،بدعنوانی اور کاہلی کی راہ کھولتی ہے۔محصول بندی میں تعین کی بدولت بہت سی خرابیاں جو ابتداء میں راہ پا جاتی ہیں بالآخر کم ہو جاتی ہیں۔اصول تعین کے بغیر اصول مساوات پر عمل درآمد نہیں ہوسکتا۔محصول کے معاملے میں من مانی کاروائی نہیں ہونی چاہیے۔

د۔ اصول سہولت: محصول اس انداز سے اور اس موقع محاصل پر عائد کیا جائے جو محصول گزار کیلئے سہولت کا باعث ہو۔صرفی محصولات قیمت فروخت میں شامل کیے جاسکتے ہیں۔صارف اس قسم کے محصولات معمولی رقم کی صورت میں ادا کرسکتا ہے۔یہ انتظامی اور پیداواری لحاظ سے بھی مفید ہوتا ہے۔تعین کی اشیاء اور خدمات کے بارے میں فیصلہ کر سکتے ہیں کہ کتنا خرچ کیا جائے اور کب؟

ک۔ اصول کفایت شعاری: محصولات کم سے کم لاگت کی بنیاد پر وصول کیے جانے چاہئیں اور اس طریقے سے کہ زیادہ سے زیادہ محاصل دستیاب ہوں۔

۱۔ ممکن ہے محصولات کی وصولی کیلئے کثیر تعداد میں حکام کی خدمات حاصل کرنی پڑیں۔یہ نہیں ہونا چاہیے کہ محصول کا بڑا حصہ اس کی وصولی پر خرچ ہو جائے۔

۲۔ محصولات کے باعث معیشت کے بعض شعبوں میں صنعت اور سرمایہ کاری کی حوصلہ شکنی ہوسکتی ہے۔ایسا ہرگز نہیں ہونا چاہیے۔

۳۔ محصول گریزی کے رجحان کی حوصلہ شکنی کیلئے ایسے طور طریقوں کو اپنایا جائے جو مستقبل کی کاروباری سرگرمیوں کیلئے مضر ثابت نہ ہوں۔جرمانے بہت سخت نہیں ہونے چاہئیں۔

۴۔ محصولی حکام کی بہت زیادہ آمدورفت بدعنوانیوں کی راہ کھول سکتی ہے۔اس قسم کی آمدورفت موزوں اوقات میں ہونی چاہیے۔

0334-5504551
Download Free Assignments from
solvedassignmentsaiou.com

سوال نمبر3: (الف) کسی ملک کے معاشی استحکام کے لیے مالیاتی مسلک کے کردار پر بحث کیجیے۔

جواب: مالیاتی مسلک کی تعریف: سلطنت روماء کے دور میں لفظ FIS یعنی مال سرکاری خزانہ کے لئے استعمال کیا جاتا تھا۔نتیجتاً سرکاری اخراجات اور سرکاری آمدنی سے متعلق حکومت کی پالیسی مالیاتی پالیسی ،کہلانے لگی۔مالیاتی پالیسی کو طے شدہ معاشی مقاصد حاصل کرنے کے لئے سرکاری آمدنی حاصل کرنے یا سرکاری اخراجات برداشت کرنے اور سرکاری قرضے کا انتظام کرنے کی سرگرمیوں کا فن سمجھا جاتا تھا۔اس بات کے پیش نظر پروفیسر لپ سی کہتے ہیں۔حکومت کی آمدنی حاصل کرنے اور آمدنی کو خرچ کرنے سرگرمیاں مالیاتی پالیسی کہلاتی ہیں۔پروفیسر لنڈ ہم (Lonal Holm) نے مالیاتی پالیسی کے شعور کی فنی طور پر قدرے بہتر وضاحت کی ہے۔

''مالیاتی پالیسی کا تعلق حکومت کے اخرجات برداشت کرنے اور حکومت کی آمدنی حاصل کرنے کے طریقہ کار وقت اور نوعیت سے ہوتا ہے''۔

جیسا کہ ہم سب جانتے ہیں کسی ملک کے معاشی حالات ہمیشہ ایک سے نہیں رہتے ان میں تبدیلی رونما ہوتی رہتی ہے۔کسی معیشت کی حرکیت (Dynamics) کو سامنے دیکھتے ہیں کہ معاشی ترقی کے عمل کے دوران میں افراطی اور تفریطی رجحانات پیدا ہو سکتے ہیں۔جو ملک کے معاشی استحکام کے لئے سخت خطرہ کا باعث بن سکتے ہیں۔ان حالات میں جب مالیاتی پالیسی کو استعمال کیا جاتا ہے۔تو اس کی تعریف یوں کی جاتی ہے۔

سرکاری محصولات اور اخراجات کی صورت بندی کا طریق عمل جس کا مقصد:

(الف) تجارتی چکروں کے اتار چڑھاؤ کے زور کو کم کرنا اور

(ب) افراط تفریط سے پاک اعلیٰ روزگار کے معیار پر قائم افزائش پزیر معیشت کے قیام میں مددگار ثابت ہوتا ہے

تجارتی پالیسی کی مذکورہ بالا تعریف سے یہ بات واضح ہو جاتی ہے۔کہ اس کورس کا تعلق حکومت کی مندرجہ ذیل معاشی سرگرمیوں سے ہے۔

محصولات پر مبنی حکومت کی آمدنی۔۔حکومت کے اخرجات۔۔حکومتی قرضہ۔۔حکومتی قرضہ کا انتظام وانصرام

دنیا کی تمام یونیورسٹیز کے لیے انٹرن شپ رپورٹس، پروپوزل، پراجیکٹ اور تھیسز وغیرہ بھی آرڈر پر تیار کیے جاتے ہیں۔

علامہ اقبال اوپن یونیورسٹی کی تمام کلاسز کی حل شدہ اسائنمنٹس ۔گیس پیپرز فری میں ہماری ویب سائٹ سے ڈاؤن لوڈ کریں ہاتھ سے لکھی ہوئی اور آن لائن ایل ایم ایس کی مشقیں دستیاب ہیں۔

مالیاتی مسلک اور معاشی استحکام: معاشی نشیب و فراز زمانہ ماضی میں سرمایہ دارانہ نظام معیشت کیلئے بڑا سنگین خطرہ بنے رہے ہیں۔استحکام کی عدم موجودگی میں آزاد معیشت مکمل طور پر تباہی سے دوچار ہو سکتی ہیں۔آزاد معیشت کے معاشی استحکام کے حصول کیلئے مالیاتی مسلک کے سلسلہ میں مختلف تجاویز پیش کی گئی ہیں۔ان میں سے بعض تجاویز یہ ہیں:

(الف) سالانہ متوازن میزانیہ: یہ تجویز قدیم معیشت دانوں نے پیش کی تھی۔ان کے خیال میں سرمایہ کاری اخراجات محصولات کے ذریعہ اکٹھی کی تھی۔ان والی سرکاری آمدنی کی پوری طرح برابر ہونی چاہئیں۔اس کا مطلب یہ ہے کہ افراط زر کی صورت میں جب حکومت کی آمدنی بڑھ جاتی ہے یا تو سرکاری اخراجات میں اضافہ کر دینا چاہیے یا محصولات کی شرح کم کر دینی چاہیے تاکہ سرکاری آمدنی کو سرکاری اخراجات کی سطح تک نیچے لایا جائے۔

سالانہ بنیادوں پر میزانیہ کو توازن کرنے کا مالیاتی مسلک کا تصور معاشی عدم استحکام کو دور کرنے کے سلسلہ میں مفید ثابت نہیں ہوا۔اس کی وجہ یہ ہے کہ افراط زر کی حالت میں میزانیہ کو متوازن کرنے کیلئے حکومتی اخراجات میں اضافہ سے افراط زر کی کمی آنے کی بجائے اس میں اضافہ ہوگا۔دوسری جانب کساد بازاری کے دور میں قومی آمدنی کی سطح پست ہونے کی وجہ سے حکومت کی آمدن کم ہو جائے گی۔اس لیے اس نوعیت کے مالیات مسلک کو معاشی استحکام کا موثر طریقہ کار قرار نہیں دیا جا سکتا۔

(ب) دوری متوازن میزانیہ: بعض معیشت دانوں کا خیال ہے کہ مالیاتی مسلک اس طرح وضع کرنا چاہیے کہ حکومتی میزانیہ ہر سال کے بجائے ایک دوری عرصہ پر محیط ہو۔سویڈن نے 1930ء کے عالمی بحران کے دوران میں یہ حکمت عملی اختیار کی تھی۔اس بناء پر اس نوعیت کے مالیاتی مسلک کو سویڈن میزانیہ کا نام دیا جاتا ہے۔اس مسلک کے تحت حکومتی ضروریات کے مطابق ایک پورے دوری عرصہ کیلئے سرکاری اخراجات کا تعین کیا جانا چاہیے اور قومی آمدنی کی سطح میں تبدیلی لانے کیلئے سرکاری اخراجات برداشت کرنے کی کوئی دانستہ کوشش عمل میں نہیں لائی جانی چاہیے۔اس مسئلہ کے طے ہو جانے کے بعد محصولات میں اس طرح ردوبدل کرنا چاہیے کہ گرم بازاری کے دور میں میزانیہ کی فاضل آمدنی اتنی زیادہ ہو کہ سرد بازاری دور میں متوقع خسارہ کو پورا کیا جا سکے۔اس طرح میزانیہ کو ہر سال کے بجائے دوری لحاظ سے طویل عرصہ میں متوازن کیا جائے۔

اگرچہ دوری لحاظ سے میزانیہ کو متوازن بنانے کی حکمت عملی کو سویڈن میں بڑی کامیابی کے ساتھ عملی جامہ پہنایا گیا ہے۔اس کے باوجود معیشت دانوں نے اس مسلک کی بہت سی سنگین خامیوں کی نشاندہی کی ہے۔اس پر کیے گئے بڑے بڑے اعتراضات ذیل میں بیان کیے گئے ہیں:

i۔ اس بات کا ٹھیک ٹھیک اندازہ لگانا مشکل ہے کہ گرم بازاری دور میں میزانیہ کی فاضل آمدنی کتنی ہوتا کہ سرد بازاری کے دور کے متوقع اور غیر متوقع حالات کیلئے حکومتی اخراجات برداشت کرنے پڑتے ہیں اس لیے حکومتی اخراجات برداشت کرنے پڑتے ہیں۔اس لیے حکومتی اخراجات کی تبدیلی کے ساتھ ساتھ محصولات میں تبدیلی لانی پڑتی ہے۔اس لحاظ سے اس نوعیت کے بے لچک مالیاتی مسلک پر عمل درآمد کرنا بہت مشکل ہے۔

ii۔ یہ تو ممکن ہے کہ دوری لحاظ سے متوازن میزانیہ وقت گزرنے کے ساتھ ساتھ معیشت میں موثر استحکام پیدا کرنے کا باعث بن جائے لیکن اس بات کا قطعاً امکان نہیں ہے کہ اس قسم کا امتحان کبھی بھی مکمل روزگار کے معیار پر حاصل ہو سکے۔

(ج) اندرونی متحکم کنندے:

i۔ محصولات کا میزانیہ نظام وہ نظام محصولات جس کے تحت زیادہ آمدنی پانے والا زیادہ شرح سے اور کم آمدنی پانے والا کم شرح سے محصول ادا کرے، متزائید نظام محصولات کہلاتا ہے۔مثال کے طور پر محصول آمدنی اور کاروباری منافع کا محصول متزائید محصول ہیں اور یہ معیشت میں استحکام پیدا کرنے کے خودکار انداز میں کام کرتے ہیں۔تجارتی دور کے توسیعی مرحلہ یعنی گرم بازاری کے دوران میں زری آمدنیاں تیزی سے بڑھتی ہیں۔محصول کی معافی زیادہ سے زیادہ حد چونکہ پہلے سے مقرر ہوتی ہے اس لیے پہلے سے زیادہ لوگ محصول دہندوں کی صف میں آ جاتے ہیں جس کے نتیجہ میں لوگوں کی زری آمدنیوں میں اضافہ سے نسبتاً زیادہ آمدنی حکومت کو حاصل ہو جاتی ہے۔

ii۔ انتخابات بے روزگاری اور فلاحی انتخابیاں ترقی یافتہ سرمایہ دارانہ ممالک میں بے روزگار افراد کو بے روزگاری کی اضافی میں ایک مخصوص رقم نقدی شکل میں ادا کی جاتی ہے۔یہ عمل معیشت میں مجموعی صرف کو متحکم کرنے کا باعث بنتا ہے۔اس نوعیت کے انتقامات معیشت کی خودکار متحکم کنندہ قوتیں ہیں۔کساد بازاری کے دور میں معاشی سرگرمیاں سکڑ جاتی ہیں اور نتیجۃ مزدوروں کیلئے روزگار حاصل کرنا مشکل ہو جاتا ہے۔ایسے وقت میں بے روزگار افراد کو بے روزگاری کی اضافی کرنے والے آمدنی فنڈ میں سے ادائیگیاں کی جاتی ہیں جو انہیں اس قابل بنا دیتی ہے کہ وہ اپنے سابقہ اس کے لگ بھگ معیار صرف کو برقرار رکھ سکیں۔

iii۔ زرعی اجناس کی امدادی قیمت کی پالیسیاں ترقی یافتہ یورپی ملکوں میں زرعی شعبہ میں امداد قیمت پالیسی بھی خودکار متحکم کنندہ ثابت ہوتی ہے۔امریکہ میں اجناس کے امداد قیمت کے منصوبے، وفاقی فارم، قیمت مساوات پروگرام کے نام سے شروع کیے گئے ہیں تاکہ کاروباری نشیب و فراز کے اثرات کو زائل کیا جائے۔جب معاشی سرگرمیوں میں کمی کے آثار پیدا ہوتے ہیں تو زرعی اشیاء کی قیمتیں گرنے لگتی ہیں۔اس صورت حال پر قابو پانے کیلئے حکومت زرعی اشیاء کو زیادہ قیمت پر خرید لیتی ہے اور اپنے گوداموں میں ذخیرہ کر لیتی ہے۔

iv۔ مستحکم معیار خرچ کے متعلق حکومت کا پیشگی وعدہ بھی خودکار متحکم کنندہ کی حیثیت اختیار کر جائے۔تجارتی دور کے دوران عمل میں گرم بازاری میں حکومت کی

دنیا کی تمام یونیورسٹیز کے لیے انٹرن شپ رپورٹس، پروپوزل، پراجیکٹ اور تھیسز وغیرہ بھی آرڈر پر تیار کیے جاتے ہیں۔

میٹرک سے لیکر ایم اے،ایم ایس سی،ایم فل تک تمام کلاسز کی داخلوں سے لیکر ڈگری کے حصول تک کی تمام معلومات مفت میں حاصل کرنے کے لیے ہماری ویب سائٹ کا وزٹ کریں

میٹرک،ایف اے،آئی کام،بی اے،بی کام،بی ایڈ،بی ایس،ایم اے،ایم ایڈ،ایم ایس،پی ایچ ڈی کی ایف اسائنمنٹس ویب سائٹ سے مفت میں ڈاؤن لوڈ کریں ہاتھ سے لکھی ہوئی اور ایل ایم ایس کی انفرادی،اتفاقی مشقوں کے لیے اکیڈمی کے نمبر پر رابطہ کریں

0334-5504551 solvedassignmentsaiou.com Download Free Assignments from

علامہ اقبال اوپن یونیورسٹی کی تمام کلاسز کی حل شدہ اسائمنٹس ،گیس پیپرز فری میں ہماری ویب سائٹ سے ڈاؤن لوڈ کریں ہاتھ سے لکھی ہوئی اور آن لائن ایل ایم ایس کی مشقیں دستیاب ہیں۔

آمدنی بڑھ جاتی ہے اور سرد بازاری کے دور میں کم ہو جاتی ہے۔ اگر حکومت کے اخراجات مستحکم ہوں تو سرد بازاری کے دور میں میزانیہ خود بخود فاضل ہوگا۔ فاضل میزانیہ معیشت کے فرازی رجحان کو اور خسارہ کا میزانیہ اس کے نشیبی رجحان کو روکے گا۔

v۔ سرکاری اخراجات سرکاری شعبہ میں حکومتی اخراجات نجی شعبہ میں افراد کے اخراجات کی نسبت بالعموم زیادہ مستحکم ہوتے ہیں۔ عملی تجربات سے ظاہر ہوتا ہے کہ کاروبار میں نشیب و فراز نجی افراد کی سرمایہ کاری سے رونما ہوتے ہیں۔ جس کی مقدار میں دفعتاً تبدیلیاں آتی رہتی ہیں۔ نجی سرمایہ کاری حکومتی سرمایہ کاری سے مل کر مجموعی سرمایہ کاری کے معیار کو کافی حد تک مستحکم بنا دیتی ہے جس کے نتیجہ میں آمدنی اور روزگار کے معیار میں استحکام پیدا کرنے کا مقصد حاصل ہو جاتا ہے۔

ضابطہ لچکداری: امریکی معیشت دانوں نے تجویز کیا ہے کہ محصول میں ردوبدل کا ایک ایسا ضابطہ وضع کرنا چاہیے جو مختلف معاشی حالات میں خود بخود کام کرے تاکہ معاشی استحکام کو یقینی بنایا جا سکے۔ مثال کے طور پر بے روزگاری کی شرح ایک مخصوص معیار (مثلاً 6 فیصد یا 7 فیصد) تک پہنچ جائے جس سے ظاہر ہو کہ قیمتوں کی اور قومی آمدنی کی عمومی سطح میں کمی کا رجحان پیدا ہوتا ہے تو محصولات کی شرح ایک حد تک خود بخود کم ہو جائے۔ اس اقدام سے گرتی ہوئی قومی آمدنی کا رجحان تھم جائے گا۔ دوسری جانب جب صارفین نے اشاری عدد سے قیمتوں میں ایک مخصوص حد (مثلاً 5 فیصد) اضافہ نظر آئے تو محصولات کی شرح کو بڑھا دیا جائے۔ اس اقدام سے قومی آمدنی میں غیر ضروری اضافہ کا سدباب ہو سکے گا۔

کلی منضبط نوزانی مالیاتی: اسے اختیاری مالیاتی مسلک بھی کہا جاتا ہے۔ امریکہ اور یورپی ممالک میں اس پالیسی کو وسیع پیمانے پر استعمال کیا گیا ہے۔ امریکہ کے 1946ء کے قانون روزگار میں بھی یہ شامل ہے۔ اس نقطہ نظر کے مطابق میزانیہ کو متوازن کرنے کو کوئی اہمیت نہیں دی جاتی۔ اندرونی مستحکم کنندوں کے کردار کو مفید تسلیم کیا جاتا ہے مگر صورت حال سے عہدہ برآء ہونے کیلئے کافی نہیں سمجھا جاتا۔ یہ تجویز محصولات کی شرح اور حکومتی اخراجات میں عارضی تبدیلیاں کرنے پر زور دیتی ہے تاکہ قیمتوں کی سطح میں استحکام اور مکمل روزگار کے معیار کو حاصل کیا جا سکے۔ اس پالیسی کا بنیادی طریقہ کار یہ ہے:

محصولات کی شرح میں ردوبدل۔ حکومتی اخراجات میں تبدیلیاں۔ حکومتی قرضہ کی پالیسی میں تبدیلیاں۔

i۔ محصولات کی شرح میں ردوبدل: جب کبھی حکومت یہ محسوس کرے کہ معیشت میں تفریطی حالت رونما ہو رہی ہے تو وہ محصولات کی شرح کم کر دیتی ہے۔ محصولات بالخصوص شخصی محصول آمدنی اور کمپنیوں کے منافع کے محصول کی شرح میں کمی سے کمپنیوں اور کاروباری اداروں کی قابل تصرف شخصی آمدنی بڑھ جاتی ہے۔ جس کے نتیجہ میں اخراجات صرف میں اضافہ ہو جاتا ہے۔ اس سے قومی آمدنی ضارب کے تحت بڑھتی ہے۔ دوسری جانب جب معیشت میں افراطی حالت پیدا ہو تو محصولات کی شرح میں اضافہ کر دیا جاتا ہے تاکہ قابل تصرف شخصی آمدنی اور نتیجتاً اخراجات صرف کم ہو جائیں۔ اس طرح معیشت میں زیر گردش زر کی رسد پر قابو پا لیا جاتا ہے۔

ii۔ حکومتی اخراجات میں تبدیلیاں: حکومتی اخراجات معاشی سرگرمیوں کو متاثر کرنے اور دوری تخریبات سے عہدہ برآء ہونے کا بہت موثر ذریعہ ہیں۔ تفریطی صورت میں جو نجی شعبہ میں سرمایہ کاری کی پست سطح کی وجہ سے پیدا ہوتی ہے۔ حکومت توازنی اقدامات کر سکتی ہے۔ حکومت سرکاری شعبہ میں سرمایہ کاری کے معیار کو بلند کرنے کیلئے اپنے اخراجات بڑھا کر یہ کام کرتی ہے۔ اس کے نتیجہ میں قومی آمدنی بڑھ جاتی ہے جو نجی سرمایہ کاری میں اضافے کی تحریک کا باعث بنتی ہے۔ اس کے برعکس افراطی صورت میں جو نجی شعبہ میں سرمایہ کاری کو کم کر کے توازنی قدم اٹھا سکتی ہے۔ اس سے اخراجات اور معاشی سرگرمی کی رفتار کم پڑ جائے گی۔ حکومت کے توازن اخراجات کی پالیسی کی اگر مناسب منصوبہ بندی کی جائے اور اس پر مناسب طریق پر عمل درآمد کیا جائے تو اس سے بڑے اچھے نتائج برآمد ہو سکتے ہیں۔ تفریطی مرحلہ میں اس بات کی ضرورت ہوتی ہے کہ سڑکوں، اسکولوں کی ہسپتال، ڈاک خانوں، بندوں، بندرگاہوں اور پلوں کی تعمیر اور دوسرے جانب محنت منصوبوں پر سرمایہ کاری اخراجات میں فوری طور پر اضافہ کرنے کے اقدامات کیے جائیں تاکہ روزگار کا معیار بہتر ہو۔ افراطی مرحلہ میں مختلف قسم کے تعمیراتی منصوبوں پر حکومتی اخراجات یا تو کم کرنے چاہئیں یا انہیں ملتوی کر دینا چاہیے۔ فلاحی انتقالیاں کم کر دینی چاہئیں اور امدادی قیمت کی پالیسی ترک کر دینی چاہئیں۔

iii۔ حکومتی قرضہ کی پالیسی میں تبدیلیاں: توازن مالیاتی مسلک کے مطابق تفریطی حالت میں خسارہ میزانیہ پیش کرنا چاہیے اور میزانیہ کے خسارہ کو قرضہ میں اضافہ کر کے پورا کرنا چاہیے۔ افراطی حالت میں فاضل میزانیہ تیار کرنا چاہیے اور فاضل آمدنی کو حکومتی قرضہ کی واپسی کیلئے استعمال کرنا چاہیے۔

(ب) صوبائی حکومت کی آمدنی کے مختلف ذرائع پر ایک نوٹ تحریر کیجیے۔

جواب: صوبائی حکومتوں کی آمدنی کے ذرائع: صوبائی حکومت مندرجہ ذیل اہم ذرائع سے اپنی آمدنی حاصل کرتی ہے:

ا۔ مرکزی حکومت کے محصولات سے حصہ: صوبائی حکومتیں وفاقی حکومت کے وصول کردہ درآمدی محصولات مرکزی مصنوعات ملکی محصول آمدنی، بکری محصول اور کمپنیوں کے محصول کا 80 فیصد حصہ حاصل کرتی ہے۔

۲۔ مالیہ زمین: اس میں سرکاری اراضی کی قیمت فروخت اس کے استعمال کی ادائیگیاں شامل ہیں۔

۳۔ محصول آبکاری: یہ محصول افیون اور دیگر منشیات وغیرہ پر عائد کیا جاتا ہے۔

دنیا کی تمام یونیورسٹیز کے لیے انٹرن شپ رپورٹس، پروپوزل، پراجیکٹ اور تھیسز وغیرہ بھی آرڈر پر تیار کیے جاتے ہیں۔

میٹرک سے لیکر ایم اے ایم ایس سی ایم فل تک تمام کلاسز کی داخلوں سے لیکر ڈگری کے حصول تک کی تمام معلومات مفت میں حاصل کرنے کے لیے ہماری ویب سائٹ کا وزٹ کریں

میٹرک، ایف اے، آئی کام، بی اے، بی کام، بی ایڈ، بی ایس، ایم اے، ایم ایڈ، ایم ایس سی، پی ایچ ڈی ایف اسائمنٹس ویب سائٹ سے مفت میں ڈاؤن لوڈ کریں ہاتھ سے لکھی ہوئی اور ایل ایم ایس کی انفرادی اسائنمنٹس کے لیے آئیڈی کے نمبر پر رابطہ کریں

03455045151 Download Free Assignments from solvedassignmentsaiou.com

علامہ اقبال اوپن یونیورسٹی کی تمام کلاسز کی حل شدہ اسائنمنٹس ،گیس پیپرز فری میں ہماری ویب سائٹ سے ڈاؤن لوڈ کریں ہاتھ سے لکھی ہوئی اور آن لائن ایل ایم ایس کی مشقیں دستیاب ہیں۔

۴۔ **عوامی فیس:** صوبائی عدالتوں میں مقدمات کی درخواستیں داخل کرتے ہوئے یہ ادائیگی کی جاتی ہے۔

۵۔ **رجسٹریشن فیس:** یہ فیس دستاویزات کی رجسٹریشن کراتے ہوئے ادا کی جاتی ہے۔

۶۔ **موٹر گاڑیوں کا محصول:** اس میں گاڑیوں کی رجسٹریشن کی فیس، روڈ ٹیکس، ڈرائیونگ لائسنس کی فیس اور جرمانے وغیرہ شامل ہوتے ہیں۔

۷۔ **آبیانہ:** کاشتکار نہری پانی کے استعمال کی جو قیمت صوبائی حکومت کو ادا کرتے ہیں، وہ آبیانہ کہلاتی ہے۔

۸۔ **سماجی خدمات کے محکمے:** ان میں زراعت، ماہی پروری، حیوانات، جنگلات، نقل و حمل وغیرہ کے محکمے شامل ہیں۔ یہ محکمے عوام کو اشیاء اور خدمات مہیا کرتے ہیں اور ان کی آمدنی صوبائی حکومت کو دے دی جاتی ہے۔

۹۔ **سول انتظامی محکمے:** پولیس، جیل خانہ جات اور عدالتیں فیس اور جرمانوں کی شکل میں کافی آمدنی حاصل کر لیتی ہیں۔

۱۰۔ **قرضوں پر سود:** صوبائی حکومتیں بلدیاتی اداروں، نیم سرکاری اداروں اور کاشتکاروں کو قرضے دیتی ہیں اس پر وہ ان سے سود وصول کرتی ہیں۔

۱۱۔ **متفرق محصولات:** مذکورہ بالا ذرائع کے علاوہ صوبائی حکومتیں بہت سے دیگر محصولات بھی عائد کرنے کی مجاز ہیں۔ مثلاً تفریح محصول، زرعی آمدنی کا محصول، ہتھیاروں کے لائسنس کی فیس، پٹرول اور بجلی پر محصول وغیرہ۔

سوال نمبر 4: معاشی ترقی سے کیا مراد ہے؟ نیز کسی ملک کی معاشی ترقی کے لیے مختلف معاشی عوامل کے کردار پر ایک سیر حاصل بحث قلمبند کیجیے۔

جواب: معاشی ترقی: معاشی ترقی کی متعدد تعریفیں بیان کی گئی ہیں ہمارے سامنے متعدد معیارات ہیں جن پر ہم معاشی ترقی کا مفہوم متعین کر سکتے ہیں۔

مثلاً: آرتھر لیوئس کے نزدیک معاشی ترقی کی تعریف کچھ یوں ہے **"فی کس آبادی پیداوار کی نشوونما"**

ہیرلڈ ایف ولیم سن کہتے ہیں کہ "معاشی ترقی ایک ایسا عمل ہے جس کے ذریعے کسی ملک یا علاقے کے عوام اپنے دستیاب وسائل کو اشیاء اور خدمات کی فی کس پیداوار میں اضافے کے لیے بروئے کار لاتے ہیں"

معاشی نشوونما سے ترقی کا معیار: معاشی ترقی کی پیمائش کے ایک بے حد مقبول پیمانے پر غور کریں یعنی "معاشی نشوونما" یا "معاشی بہبود" کا تصور معاشی نشوونما افلاس سے امارت کی جانب حرکت کی غماز ہے معاشی بہبود اس ذخیرہ تسکین کو ظاہر کرتی ہے جو کوئی فرد اشیاء اور خدمات کے ایک مقرر مجموعہ سے حاصل کرتا ہے۔

معاشی ترقی کی معاشی نشوونما اور بہبود کے حوالے سے پیمائش یہ ظاہر کرتی ہے کہ اگر کسی معاشرے کے پاس اشیاء اور خدمات کا پہلے سے زیادہ ترقی یافتہ ہوگا۔ چنانچہ اب معاشی ترقی محض ایک مقداری تخیل نہیں رہا بلکہ صفاتی پہلو بھی اپنے اندر رکھتا ہے اس مرحلے میں معاشی ترقی کے معنی اور پیمائش سے متعلق ہمارے غور و فکر میں بعض غیر معاشی عوامل شامل ہو جاتے ہیں۔

الف۔ **تقسیم دولت:** سب سے پہلے ہمیں جس غیر معاشی عوامل کا ذکر کرنا ہے وہ تقسیم دولت ہے اگر معاشی ترقی سے مراد محض قومی آمدنی میں اضافہ ہو تب یہ ممکن ہے کہ معاشی ترقی واقع ہو۔ اور اس کے ساتھ ساتھ یہ بھی ہو کہ غریب غریب تر اور امیر امیر تر ہوتے چلے جائیں۔ دوسرے لفظوں میں ممکن ہے کہ معیشت زائد اشیاء اور خدمات تیار کرتی رہی ہو لیکن آمدنی کی تقسیم کے نمونے کے باعث معاشرے کا ایک مخصوص چھوٹا سا طبقہ اس کے بیشتر فوائد حاصل کرتا ہے جب کہ لوگوں کی بھاری اکثریت کے حصے میں برائے نام فوائد ہی آ جائیں۔ ایسی صورت یا مصنفانہ طور پر تقسیم نہیں ہوتے۔

ب۔ **اضافہ شدہ پیداوار کی نوعیت:** ایک متعلقہ غیر معاشی عامل یہ ہے کہ جو کچھ پیدا کیا جاتا ہے اس کی نوعیت کیا ہے؟ یہ ممکن ہے کہ کسی معیشت کے اندر قومی آمدنی میں اضافہ ہو لیکن تیار ہونے والی اشیاء کی بڑی مقدار حربی اشیاء پر مشتمل ہو۔ اور صرفی اشیاء کی پیداوار میں اضافہ نا گزیر اشیائے سرمایہ کی قربانی دے کر کیا جائے۔ یا یہ بھی ممکن ہے اشیاء کا خطرہ پیشتر نشہ آور مشروبات، چرس، افیم، ایل، ایس، ڈی اور دیگر مضر نشیات پر مشتمل ہو۔ اس طرح ممکن ہے کسی ملک کی معیشت کے دیگر گائیڈڈ میزائیلوں، جوہری ہتھیاروں اور دیگر عسکری ساز و سامان کی بڑی مقدار میں تیاری کی جا رہی ہو یا یوں بھی ہو سکتا ہے کہ اشیاء کے حجم میں اضافہ ہو جائے لیکن کوالٹی خراب ہو جائے۔

ج۔ **طریقہ پیداوار:** اگر معاشی بہبود کی معاشی ترقی کی پیمائش کا معیار سمجھا جائے تو نہ صرف پیداوار کی نوعیت اہم ٹھہرے گی بلکہ طریقہ پیداوار بھی یہ بلکل فہم ہے کہ حالات کار میں تبدیلی کے باعث خالص قومی پیداوار کے حجم میں تیزی سے توسیع ہو جائے اور یوں یہ تبدیلی معاشی بہبود میں اضافہ کر دے لیکن معاشی بہبود میں اس نوعیت کے اضافے کو جمعیت محنت کے محل کار میں ابتری کو روکنا ہوگا۔ اس ضمن میں ایک مثال دینا کافی ہوگا۔ ممکن ہے کہ طویل تر اوقات کار روزگار کے غیر صحتمندانہ حالات سالانہ ترقیوں میں نمایاں کمی، منافع میں محنت کشوں کے حصے میں کمی، طبی سہولتوں میں تخفیف یا سواری الاونس کی منسوخی کے باعث کل پیداوار میں مطلوبہ اضافہ ہو جائے لیکن اس قسم کی پیداواری نشوونما یا معاشی بہبود حد درجہ ناپسندیدہ ہوتی ہے کیونکہ یہ ایک بہت بڑی سماجی قربانی کا حاصل ہوتا ہے۔

سماجی بہبود میں ترقی کا معیار: یہ بھی اختیار کیا جاتا ہے کہ معاشی ترقی کی پیمائش سماجی بہبود کے پیمانے سے بھی کی جا سکتی ہے معاشی ترقی کو معاشی بہبود کے پیمانے سے ایک مشکل امر ہے معاشی ترقی کو معاشی بہبود کے وسیع تر پیمانے سے جس کا معاشی بہبود محض ایک حصہ ہے ماپنا اور زیادہ مشکل کام ہے۔ اگر معاشی ترقی کے پیمانے سے ترقی کی پیمائش میں پیداوار کے حجم، آمدنی کی تقسیم، اشیاء کی کوالٹی، کل پیداوار کی ترکیب مصالحت اور حالات کار میں تبدیلیوں کا لحاظ رکھنا ہوگا؟

دنیا کی تمام یونیورسٹیز کے لیے انٹرن شپ رپورٹس، پروپوزل، پراجیکٹ اور تھیسز وغیرہ بھی آرڈر پر تیار کیے جاتے ہیں۔

میٹرک سے لیکر ایم اے، ایم ایس سی، ایم فل تک تمام کلاسز کی داخلوں سے لیکر ڈگری کے حصول تک کی تمام معلومات مفت میں حاصل کرنے کے لیے ہماری ویب سائٹ کا وزٹ کریں
میٹرک، ایف اے، آئی کام، بی اے، بی کام، بی ایڈ، بی ایس، ایم اے، ایم ایڈ، ایم ایس سی، پی ایچ ڈی، ایف اسائنمنٹس ویب سائٹ سے مفت میں ڈاؤن لوڈ کریں ہاتھ سے لکھی ہوئی اور ایل ایم ایس کی انفرادی امتحانی مشقوں کے لیے اکیڈمی کے نمبر پر رابطہ کریں
03345504551 Download Free Assignments from SolvedAssignmentsAiou.com

علامہ اقبال اوپن یونیورسٹی کی تمام کلاسز کی حل شدہ اسائنمنٹس ،گیس پیپرز فری میں ہماری ویب سائٹ سے ڈاؤن لوڈ کریں ہاتھ سے لکھی ہوئی اور آن لائن ایل ایم ایس کی مشقیں دستیاب ہیں۔

میٹرک سے لیکر ایم اے، ایم ایس سی، ایم فل تک تمام کلاسز کی داخلوں سے لیکر ڈگری کے حصول تک کی تمام معلومات مفت میں حاصل کرنے کے لیے ہماری ویب سائٹ کا وزٹ کریں

میٹرک، ایف اے، آئی کام، بی اے، بی کام، بی ایڈ، بی ایس، ایم اے، ایم ایڈ، ایم ایس سی، پی ایچ ڈی، ایف اے، اسائنمنٹس ویب سائٹ سے مفت میں ڈاؤن لوڈ کریں ہاتھ سے لکھی ہوئی اور ایل ایم ایس کی انفرادی امتحانی مشقوں کے لیے اکیڈمی کے نمبر پر رابطہ کریں

ظاہر ہے کہ ترقیاتی عمل، طرز عمل کے سانچے میں سماجی عادات، رسوم وروایات کلچر، اخلاق اور نظام اعتقادات شامل ہیں۔ کچھ نہ کچھ تبدیلی (اچھی یا بری) ضرور لائے گا۔ اور اس طرح سماجی بہبود پر اثر انداز ہوگا۔ مثلاً ممکن ہے کہ معاشی ترقی مشترکہ کہنبے کے نظام کو درہم برہم کر دے۔ ہوسکتا ہے کہ یہ بھائی چارے اور انسانی ہمدردی کو بجائے بے رہی اور سنگدلی کو فروغ دے یا شاید یہ نجی تعلقات میں خلل انداز ہو۔ چنانچہ معاشی ترکی کی سماجی بہبود سے پیائش معاشی بہبود ہوتو ہمارے پیش نظر حقیقی قومی آمدنی وترقی اور فی کس آمدنی جو آمدنی سے اخذ کی جاسکتی ہے کا معیار قرار دیا جائے۔ تاہم ان مقداری پیمانوں کو استعمال کرتے وقت تقسیم دولت کے سانچے، پیداوار کی کوالٹی کے ساتھ ساتھ سماجی لاگتوں اور دیگر تبدیلیوں، جو قومی آمدنی ہیں۔ اضافے کا لازمہ ہوتی ہیں، کے معاملے میں قدرتی فیصلوں کی ضرورت سے انکار نہیں کیا جاسکتا۔

معاشی ترقی کی پیائش حقیقی قومی آمدنی میں اس اضافے کے حوالے سے کی جاسکتی ہے۔ جو طویل عرصہ وقت میں ہوتی ہے۔ اور جو ایک منظم اور با قاعدہ عمل کو محیط ہے۔ اس قسم کے عمل کو متحد معاشی اور غیر معاشی عوامل کے ذریعے فروغ دیا جاسکتا ہے۔ تاہم ان دو قسم کے عوامل کو علیحدہ کرنا غلط ہوگا۔ کیونکہ دونوں معاشی ترقی کے عمل پر خاصا اثر رکھتے ہیں۔ عمل نشوونما (Growth Process) کو تیز تو کرنے کے لئے معاشی قوتوں کی ضرورت ہوتی ہے۔ لیکن یہ قوتیں بذات خود ترقی کی معقول ضمانت نہیں دے سکتیں۔ ان کی مدد کے لئے غیر معاشی عوامل بھی درکار ہوتے ہیں۔ معاشی ترقی کی شرح اور حجم پر غیر معاشی عوامل جیسے انسانی اوصاف ، سماجی رویے، سیاسی نظام، تاریخی حوادث اور پبلک ایڈمنسٹریشن براہ راست اثر انداز ہوتے ہیں۔ غیر معاشی عوامل کو جنم دینے اور برگ وبار مہیا کرنے والے معاشی عوامل یہ ہیں۔

قدرتی وسائل کی دستیاب تشکیل سرمایہ کی شرح، نسبت سرمایہ وحاصل صنعتی نشوونما، حرکی تنظیمی صلاحیت آبادی (یا عرصہ طویل) کی شرح پیدائش اور تعلیم، خواندگی اور صحت کے معیار۔ آیئے ان معاشی عوامل پر باری باری غور کریں۔

قدرتی وسائل کی وسعت: قدرتی وسائل کی کیت اور کیفیت معاشی نشوونما پر بہت اثر انداز ہوتی ہے۔ قدرتی وسائل کی اصطلاع میں اراضی زمین کی کوالٹی ، جنگلات، دریا اور نہری نظام، آب وہوا، تیل کی دولت اور معدنی وسائل شامل ہیں۔ اس میں زمین پر اس کے نیچے اور اوپر دستیاب جملہ وسائل داخل ہیں۔ قدرتی وسائل کی ایک کم از کم مقدار کے بغیر معاشی نشوونما میں متعدد اضافہ کی توقع عبث ہے۔ عموماً یہ بات فرض کی جاتی ہے۔ کہ معاشی نشوونما قومی وسائل کی دستیابی کا تفاعل ہوتی ہے۔ ان وسائل کا ذخیرہ جتنا بڑا ہوگا اتنی معاشی ترقی زیادہ ہوگی۔ ایسے مما لک بھی موجود ہے۔ جہاں قدرتی وسائل کی بہتات ہے لیکن دستیاب وسائل کے موثر استعمال کی صلاحیت کا فقدان ہے۔ چنانچہ قومی وسائل کی دستیابی کے علاوہ ان کو موثر طور پر بروئے کار لانے کی صلاحیت بھی معاشی ترقی کے لئے ضروری ہے۔

قومی وسائل کی رسد ایک اضافی اصطلاح ہے۔ رسد عموماً بلحاظ مقدار طے شدہ نہیں ہوتی۔ بلکہ اس کا انحصار صنعتی پیش رفت پر ہوتا ہے۔ ٹیکنالوجی کے میدان میں ترقیوں کی بدولت ایجادات کی راہ ہموار ہوتی ہے۔ اور نئے وسائل کا استعمال ممکن ہوتا ہے۔ مثلاً پاکستان میں ان ترقیوں کے باعث سوئی کی قدرتی گیس اور تیل کی برآمدگی ممکن ہوئی۔ اس طرح سائنسی تحقیقات نے عمومی طور پر مغربی مما لک کے وسائل کی پوزیشن بہتر بنادی ہے۔ کیونکہ وہاں متعدد نعم البدل تیار ہو چکے ہیں۔ جیسے مصنوعی ربڑ، نائیلون، پلاسٹک اور پولی تھین یہ نعم البدل صنعیاتی پیش رفت ہی کا ثمر ہے۔

صنعیاتی پیش رفت: (Technicologycal Progress): معاشی نشوونما کے لئے صنعیاتی پیش رفت کا حصول ضروری ہے۔ ٹیکنیکی ترقی کا فقدان شرح نشوونما پر برا اثر ڈالتا ہے۔ فرعون کے دور کا مصر زرعی لحاظ سے خاص ترقی یافتہ تھا۔ لیکن پھر سائنسی علم کے فقدان کے باعث شاداب وادی نے ایک صحرا کا روپ دھار لیا۔ گذشتہ دوسو برسوں میں استعمار (Cobnialism) نے مغربی مما لک پر سائنس اور صنعیاتی ترقیوں کی دوراز ے کھول دیئے۔ جس کے نتیجے میں ترقی کی راہ ہموار ہوگئی۔ عرصہ وقت میں مشرقی مما لک جہالت، غلامی، اور افلاس کے باعث صنعیاتی ترقیوں کے ثمرات سے محروم رہے۔ ترقی یافتہ مما لک اور پسماندہ مما لک کی ترقیوں کی سطح میں فرق پایا جاتا ہے۔ درحقیقت صنعیاتی ترقیوں ہی کا فرق ہے۔

نئے اور بہتر طریقہ کار یا قدیم ہائے پیداوار کو بہتر بنانے کے لئے تحقیقاتی کام ہی صنعتی پیش رفت کا نام ہے۔ نئی یا اصلاح شدہ ٹیکنالوجی کے استعمال سے مقررہ پیداوار کے استعمال سے زیادہ پیداوار یا کمتر مقدار وسائل سے مقررہ پیداواری صلاحیت حاصل کرنا ممکن ہے۔ مشینی کاشت کے طریقے اور زرعی شعبے میں کیمیائی کھادوں کا استعمال روائتی طریقہ کاشت کے مقابلے میں فی کس پیداوار کہیں زیادہ اضافے کا موجب ہوتا ہے۔ صنعتی پیش رفت کا تشکیل سرمائے سے بھی گہرا ربط ہے۔ تشکیل سرمایہ قومی آمدنی کے لئے بیش بہا خدمات بجالاتا ہے۔ لیکن تشکیل سرمایہ کا انحصار صنعتی پیش رفت سے ہوتا ہے۔

ترقی پذیر مما لک کے مقابلے میں مغربی مما لک میں صنعیاتی پیش رفت تیز تند ہی ہے۔ لیکن مشرقی مما لک کو یہ سہولت حاصل ہے۔ کہ وہ جدید پیداواری تکنیکیں مغربی مما لک سے درآمد کر کے ترقی کے عمل کو دو چند کر سکتے ہیں۔ تاہم ٹیکنالوجی کی درآمد کے نتیجے میں بعض وسائل بھی سر اٹھاتے ہیں۔ مغرب میں بعض پیداواری تکنیکیں مغربی مما لک کی آب وہوا اور زمین کی مناسبت سے وضع کی گئی ہیں۔ جو ضروری نہیں کہ مشرقی مماک کو راس آئیں اس مشکل سے عہدہ برا ہونے کے لئے مغربی ماہرین اور تکنیکی کاریگروں کی خدمات حاصل کی جاسکتی ہیں۔ ان کی بھاری تنخواہوں اور مہنگی مراعات کے پیش نظر بیرونی مبادلہ کا مسئلہ پیدا ہو جاتا ہے۔ چنانچہ ہم دیکھتے ہیں کہ ٹیکنالوجی کی درآمد متعدد معاشی مسائل کو جنم دیتی ہے۔ ترقی پذیر مما لک کی نجات اسی میں ہے کہ وہ خود سائنسی تحقیقات کے پروگرام بنائیں

Download Free Assignments from solvedassignmentsaiou.com 03345504551

دنیا کی تمام یونیورسٹیز کے لیے انٹرن شپ رپورٹس، پروپوزل، پراجیکٹ اور تھیسز وغیرہ بھی آرڈر پر تیار کیے جاتے ہیں۔

علامہ اقبال اوپن یونیورسٹی کی تمام کلاسز کی حل شدہ اسائنمنٹس ،گیس پیپرز فری میں ہماری ویب سائٹ سے ڈاؤن لوڈ کریں ہاتھ سے لکھی ہوئی اور آن لائن ایل ایم ایس کی مشقیں دستیاب ہیں۔

میٹرک سے لیکر ایم اے، ایم ایس سی، ایم فل تک تمام کلاسز کی داخلوں سے لیکر ڈگری کے حصول تک کی تمام معلومات مفت میں حاصل کرنے کے لیے ہماری ویب سائٹ کا وزٹ کریں

میٹرک، ایف اے، آئی کام، بی اے، بی کام، بی ایڈ، بی ایس، ایم اے، ایم ایڈ، ایم ایس سی، پی ایچ ڈی کی ایف اسائمنٹس ویب سائٹ سے مفت میں ڈاؤن لوڈ کریں ہاتھ سے لکھی ہوئی اور ایل ایم ایس کی انفرادی امتحانی مشقوں کے لیے اکیڈمی کے نمبر پر رابطہ کریں

اور اپنے نوجوان لڑکے اور لڑکیوں کو مغربی یونیورسٹیوں میں جدید سائنسی ٹیکنالوجی کے مطالعے کے لئے بھیجیں۔ظاہر ہے کہ ان کی بیرونی ملک کی تعلیم پر بہت سار زرمبادلہ خرچ ہوگا۔لیکن جن ممالک (مثلاً جرمنی، جاپان، چین وغیرہ) نے اس میدان میں سرمایہ کاری کی ہے۔اورانہوں نے ترقی کا پھل بھی کھایا ہے۔

چنانچہ صنعیاتی پیش رفت معاشی ترقی پر براہ راست اثر انداز ہوتی ہے۔کوئی پس ماندہ ملک جدید پیداواری تکنیکوں کو اپنائے بغیر ترقی نہیں کرسکتا۔جدید ٹیکنالوجی قومی آمدنی میں اضافے کا باعث بنتی ہے۔پاکستان اس سے مستثنیٰ نہیں ہے۔ہمیں ہل کی بجائے مشینری کاشت، سادہ صنعتی تکنیک کی بجائے، پیچیدہ طریقہ کار حیوانی اور انسانی قوت کی بجائے شمسی توانائی، بھاپ کے انجن، برقی انجن اور اونٹ گاڑیوں کی بجائے پی۔آئی۔اے کی جمبو جیٹ پروازوں کو اپنانا ہوگا۔ہماری معاشی پیش رفت کی موجودہ سطح بھی اس ٹیکنالوجی کی مرہون منت ہے۔جو ہم نے وقتاً فوقتاً حاصل کی۔

سرمایہ اندوزی: سرمایہ دارانہ معیشت ہو یا سوشلیسٹ معیشت سرمایہ اندوز کے بغیر اسی قسم کی معاشی ترقی ممکن نہیں ہے۔معاشی ترقی کی مختلف شکلیں ہیں۔نظام آبپاشی کی تعمیر، زرعی آلات کی تیار بھٹیوں اور فونڈریوں کا قیام، بندوں پاؤں اور فیکٹریوں کی تعمیر، سڑکوں، ریلوں، ہوائی اڈوں اور بندرگاہوں کی تعمیر ،ان سب کے لئے بہت سا سرمایہ چاہئے۔جوں جوں ترقی ہوتی ہے۔سرمائے کی ضرورت میں اضافہ ہوتا جاتا ہے۔یہ روز افزوں رسد سرمایہ کم صرف اور زیادہ بچت قرضے کی زیادہ سے زیادہ مقدار اندرونی اور بیرونی قرضہ گیری اور (Financing Deficit) کے ساتھ ساتھ بالواسطہ اور بلاواسطہ محصولات ہی سے حاصل ہوسکتی ہے۔ان میں سے ہر ایک مد ترقی کے لئے فنڈز کی وصولی میں کچھ نہ کچھ کردار ادا کرتی ہے۔فنڈز کی وصولی معاشی ترقی کے لئے بنیادی شرط کی حیثیت رکھتی ہے۔لیکن بعض بچت کی دستیابی سے خود بخود ترقیاتی عمل کا آغاز نہیں ہوجاتا۔جس چیز کی اشد ضرورت ہے۔وہ موزوں ماحول سرمایہ کاری ہے۔کبھی کبھی ترقیاتی حکمت عملی (Straegy) میں بچتوں کی سرمایہکاری میں تبدیلی ایک بے حد اہم کردار ادا کرتا ہے۔لیکن سرمایہ کاری کا پروگرام افراط زر پیدا کر سکتا ہے۔قیمتوں کی سطح میں اضافے ہونے لگتا ہے۔بچتوں کی سرمایہ کاری میں تبدیلی سے زر کی رسد میں اضافہ ہوجانا چاہیئے۔جب کہ خوراک اور خدمات کی مقدار یکساں رہتی ہے۔اشیاء اور خدمات کی مقدار یکساں رہتے ہوئے جب رسد زر میں اضافہ ہوتا ہے۔تو قیمتیں بڑھنے لگتی ہیں۔اگرچہ اس صورت حال میں کسی نہ کسی حد تک افراط زر ناگزیر ہوجاتا ہے۔لیکن ضروری نہیں کہ یہ مشکل دردسر بن جائے۔

جب ایک دفعہ سرمایہ کاری کے منصوبے پیداوار شروع کردیں تو اشیاء اور خدمات کی رسد میں اضافہ ہوتا ہے۔رسد میں اضافے کے باعث قیمتوں میں کمی ہونے لگتی ہے۔اس طریقہ سے سرمایہ کاری کے لائے ہوئے افراط زر کے اثرات پر قابو پایا جاسکتا ہے۔زیادہ آمدنی سے زیادہ بچتیں حاصل ہوتی ہیں۔ان بچتوں کو مزید سرمایہ کاری میں تبدیل کیا جاسکتا ہے۔جس سے ترقیاتی عمل کو مزید تقویت ملتی ہے۔رفتہ رفتہ کسی ملک کی بچتوں کی استعداد 5% بڑھ کر 25% ہوسکتی ہے۔

نسبت سرمایہ و پیداواری: (Capital Out Put Ratio) ہم نسبت سرمایہ و پیداوار کی تعریف یوں کرسکتے ہیں۔کہ یہ کسی مخصوص صنعت کے اندر سرمایہ کاری کا پیداواری تعلق ہے۔یہ نسبت اس شرح کو متعین کرتی ہے۔جس کے مطابق سرمایہ کاری کے ایک معینہ حجم کے نتیجے میں پیداواری ہے۔سرمایہ کاری کا حجم زیادہ ہوا ہو تو بلند تر نسبت سرمایہ و حاصل کے مقابلے میں کمتر نسبت سرمایہ حاصل کے نتیجے میں پیداوار کی شرح نشوونما نسبتاً زیادہ ہوتی ہے۔اگر نسبت سرمایہ وحاصل کم ہے۔تو اس کا مطلب یہ کہ پیداوار میں مقررہ اضافے کے لئے سرمایہ کاری کی تھوڑی مقدار کی ضرورت ہوتی ہے۔یہ ظاہر ہے کہ ترقی یافتہ ہونے کے لئے سرمایہ اندوزی کی ضرورت پڑتی ہے۔لیکن اس سے معیشت کو کوئی فائدہ نہیں پہنچ سکتا۔جب تک کہ نسبت کی بلند ترقی، بلند مقدار سے نسبتاً کم پیداوار کا اور اگر پست بہت ہے۔تو کم سرمائے سے زیادہ شرح ترقی کا امکان ہے۔ایک پیداواری اکائی کے لئے مطلوبہ سرمایہ کا انحصار صنعیاتی نشوونما پر ہوتا ہے۔

اگر کسی ملک میں نسبت زیادہ حاصل 4 : 1 کو اس صورت میں ایک سو روپے کی سرمایہ کاری سے 25 روپے مالیت کی زائد اشیاء تیار ہوں گی۔اگر یہ نسبت گھٹ کر 1.3 رہ جائے تو اس قدر سرمایہ کاری سے تیس روپے مالیت زائد اشیاء تیار ہوں گی۔اور سرمایہ مزید اور بڑھ کر 1:5 ہوجائے تو پہلے جتنی سرمایہ کاری سے بیس روپے مالیت کی زائد اشیاء تیار ہوگی۔ترقی یافتہ ممالک کی نسبت ترقی پذیر ممالک میں نسبت و سرمایہ حاصل عموماً کم ہوتی ہے۔ترقی پذیر ممالک میں نسبت یہ زیادہ ہوتی ہے۔

جیسا کہ ترقی پذیر ممالک کی حالات ہے۔پاکستان میں بھی نسبت سرمایہ حاصل بلند ہے۔چنانچہ سرمائے کی بھاری مقدار لگانے کے باوجود زیادہ شرح ترقی حاصل نہیں ہوسکتی۔ہمارے 1965 - 1985 کے تناظری منصوبے کی نسبت سرمایہ کاری پیداوار کی شرحوں کی مختلف معاشی ماہرین نے ترقی پذیر ممالک کی نسبت سرمایہ وحاصل 1:9 تھی۔مسٹر روڈم (Mr Rodam) کے نزدیک یہ نسبت 1:3 جب کہ مسٹر سنگر تخمینہ غیر زرعی شعبہ کے لئے 1:6 اور زرعی شعبے کے لئے 1:4 ہے کوری ہارہ (Kori Hara) کا اندازہ 1:5 ہے۔جب کہ انجمن اقوام متحدہ کے ماہرین کے مطابق یہ نسبت 2 :1 اور 1:5 کے درمیان بدلتی رہتی ہے۔

ناظمانہ استعداد: گذشتہ زمانوں میں صنعتی اور کاروباری شعبوں میں سب سے اہم کردار سرمایہ دار ادا کرتا ہے۔اب یہ صورت نہیں ہے جدید زمانے میں فرم صنعت اور حقیقت کی قیمت کا مالک ناظم یا آجر ہوتا ہے۔آخر دیگر عاملین کو یکجا کرکے ان کی تنظیم کرنا اور معاشی ترقی کو فروغ دینا ہے۔یہ جوزف تھے جنہوں نے آجر کو ترقی کا سرچشمہ قرار دیا۔اس کی دلیل یہ ہے کہ ناظم جدت (Innovation) کے ذریعے تیز سے تیز تر ترقی ممکن ہے۔

دنیا کی تمام یونیورسٹیز کے لیے انٹرن شپ رپورٹس، پروپوزل، پراجیکٹ اور تھیسز وغیرہ بھی آرڈر پر تیار کیے جاتے ہیں۔

میٹرک سے لیکر ایم اے، ایم ایس سی، ایم فل تک تمام کلاسز کی داخلوں سے لیکر ڈگری کے حصول تک کی تمام معلومات مفت میں حاصل کرنے کے لیے ہماری ویب سائٹ کا وزٹ کریں

میٹرک، ایف اے، آئی کام، بی اے، بی کام، بی ایڈ، بی ایس، ایم اے، ایم ایڈ، ایم ایس سی، پی ایچ ڈی، ایف اے، اسائنمنٹس ویب سائٹ سے مفت میں ڈاؤن لوڈ کریں ہاتھ سے لکھی ہوئی اور ایل ایم ایس کی انفرادی امتحانی مشقوں کے لیے اکیڈمی کے نمبر پر رابطہ کریں

جدت پسندانہ سرگرمیاں معمول کی سرگرمیاں سے بالکل مختلف ہوتی ہیں۔جس سے مراد ہے کہ کوئی نئی شے مارکیٹ میں لانا پیداوار کی کوئی نئی تکنیک اپنانا یا خام مال کا نیا ذریعہ تلاش کرنا۔انہوں نے ناظموں کی چار قسمیں وضع کی ہیں۔جدت پسند ناظم ،نقال ناظم محتاط ناظم ،اور کاہل ناظم

افزائش آبادی:۔معاشیات کے مسائل میں آبادی کا مسئلہ بہت سے اختلافات کا مرکز ہے۔بعض معاشین کی رائے ہے۔کہ افزائش آبادی معاشی نشوونما کے راستے میں رکاوٹیں کھڑی کر دیتی ہے۔دوسرے گروہ کا کہنا ہے۔کہ تیز تر افزائش آبادی کے باعث فی کس آمدنی میں اضافہ نہیں ہونے پاتا۔بڑھتی ہوئی آبادی ایک ایسے چور کی طرح ہے۔جو ہمیں معاشی ترقی کے ثمرات سے محروم کر دیتا ہے۔یہی وجہ ہے کہ اگر معاشی ترقی ہیں میں کوئی تبدیلی مقصود ہو تو سرمایہ اندوزی میں افزائش آبادی کے مقابلے میں تیز تر شرح سے اضافے کی ضرورت ہوگی۔پہلا گروہ جو سمجھتا ہے۔کہ ترقی ہوئی آبادی معاشی ترقی کے لئے محرک کا کام ہے۔یہ دلیل دیتا ہے۔کہ آبادی نہ صرف بلحاظ صرف دولت (Consumption) اہمیت کی حاصل ہے۔بلکہ اس سے بڑھ کر پیدائش دولت پر اپنے اثرات کا باعث بھی بہت اہم ہے۔چنانچہ آبادی میں اضافے سے فوری طور پر صرف ضروریات میں اضافہ ہوجانا اور سرمایہ کاری کو تحریک ہوئی ہے۔جس کی بدولت پیدا وار میں اضافہ ہوتا ہے۔اور بڑھتی ہوئی آبادی کے پیش نظر پیداوار مارکیٹ میں بک جاتی ہے۔

افرادی قوت کی مقدار ہی قومی آمدنی میں اہم اضافے کا باعث نہیں ہوتی۔اس کی کوالٹی بھی اہمیت کی حامل ہے۔وسائل کی کوالٹی کا انحصار بیسوں باتوں پر ہوتا ہے۔اس میں یہ عوامل شامل ہیں۔کام کی خواہش ،معمول کی مدت عمر صحت کا معیار ،خواندگی کی سطح ،خاندانی زندگی کی طرز ،خوراک کی ماہیت ،تفریحی مشاغل کی سہولتیں ،شادی کی عمر ،زندگی کے بارے میں سماجی اور تہذیبی روپے وغیرہ وغیرہ۔

ایک معیشت دان جن کولیمن سٹین کہتے ہیں نے ایک طریقہ وضع کیا ہے۔جس کی مدد سے معاشی ترقی کے سلسلے میں آبادی کلیدی کردار ادا کر سکتی ہے۔اس طریقے کو کم سے کم لازمی جدوجہد کا Critical Minimum Effort Thesis کہتے ہیں۔اس نظریے سے اشکار ہے۔کہ کوئی ملک آبادی کا حصہ توڑ نا اور توازن کم روزگاری کے حال سے باہر آتا ہے۔تو اس کو فی کس آمدنی میں اچھا خاصہ اضافہ کرنا ہوگا۔اس مقصد سے ایک خاص مالیت کی سرمایہ کاری کرنی پڑتی ہے۔اس کے لئے سرمائے کی مطلوبہ مالیت (Critical Menimum Effort) کہلاتی ہے۔محنت کی فاضل رسد کو پیداواری عمل میں مصروف رکھنے کے لئے سرمائے کی کم ازم بحرانی سطح سے کم سرمایہ کاری بے کار ہوگی۔اس سے نتیجہ نکلتا ہے۔کہ معاشی ترقی کی کامیابی یا ناکامی میں آبادی ایک کلیدی کردار ادا کرتی ہے۔کیا کوالٹی اور کیا تعداد ہر لحاظ سے آبادی صارفین کی طلب ،سرمایہ اندوزی اور پیداواری استعداد کو تعین کرنے میں ایک اہم عامل کی حیثیت رکھتی ہے

سوال نمبر5: معاشی منصوبہ بندی کی تعریف کیجیے۔نیز پاکستان جیسے ملک میں معاشی منصوبہ بندی کی عمل کاری پر ایک بحث قلمبند کیجیے۔

جواب: معاشی منصوبہ بندی: معاشی منصوبہ بندی سے مراد کسی ملک کی ذمہ دار اتھارٹی کے ایسے اہم فیصلے ہیں جن میں دیکھا جاتا ہے کہ کون سی اشیاء اور کتنی مقدار میں اور کن کے لیے پیدا کی جائیں ،نیز کہاں اور کس طرح تیار ہوں اور یہ بڑے فیصلے پورے معاشی نظام کا مکمل جائزہ لے کر کیے جاتے ہیں۔لہٰذا معاشی نظام کے مجموعی جائزہ پر مبنی ایک معین ادارہ کی طرف سے کیے گئے درج ذیل اہم فیصلے "معاشی منصوبہ بندی" کہلاتی ہے۔

1۔کون سی اشیاء اور کتنی پیدا کی جائیں؟ 2۔کس مقدار میں پیدا کی جائیں؟ 3۔کس کے لیے پیدا کی جائیں؟ 4۔کیسے صرف کی جائیں؟

ان چار سوالات کے حل کے لیے ایک مرکزی تنظیم یا ادارہ کی موجودگی ضروری ہے جو منصوبہ بندی کے نظام کو کنٹرول کرے۔یہ بھی ضروری ہے کہ موجودہ اور امکانی وسائل کے بارے میں مکمل معلومات حاصل ہوں ،منصوبہ سازوں اور عوام میں ان وسائل سے استفادہ کی شدید خواہش بھی ہو اور پسندیدہ معاشی و معاشرتی مقاصد کا تعین کیا جائے۔

وضاحت: کوئی فرد یا فرم کسی طے شدہ منصوبے کے مطابق صرف دولت یا پیدائش دولت کی ایسی مقبول پالیسی اپنائے جو ایک معینہ عرصہ وقت میں دستیاب وسائل کے موثر استعمال کو ممکن بنا دے تو ہم اسکو جزوی سطح پر پلاننگ کہیں گے تاہم سب کوئی مثبت کسی معینہ عرصہ وقت میں اپنے مخصوص مقاصد (Objective) کے باقاعدہ کے لئے وسائل کے حدود کے اندر رہتے ہوئے کسی پالیسی پر کاربند ہو تو یہ کلی سطح پر پلاننگ (Planning at Marco Level) ہوگی۔گذشتہ کئی عشروں سے یہ آخر الذکر قسم کی پلاننگ پوری ترقی یافتہ اور ترقی پذیر دنیا کی توجہ اور بحث مباحثے کا مرکز بنی ہوتی ہے۔

معاشی منصوبہ بندی کے مراحل: معاشی پلاننگ کے ایک مماثل عمل (Identical Process) ہے اور بالعموم پانچ بنیادی مراحل پر مشتمل ہوتا ہے

۔

ا) مقاصد (Objective) کی تشکیل (Formulation)

۲) اہداف کا ترجیحات کے لحاظ سے تعین۔

علامہ اقبال اوپن یونیورسٹی کی تمام کلاسز کی حل شدہ اسائنمنٹس، گیس پیپرز فری میں ہماری ویب سائٹ سے ڈاؤن لوڈ کریں ہاتھ سے لکھی ہوئی اور آن لائن ایل ایم ایس کی مشقیں دستیاب ہیں۔

۳) پلان کی تکمیل (Execution) کے لئے مالی اور دیگر وسائل کی تخصیص
۴) مختلف متعلقہ ایجنسیوں کو پلان کی موثر تکمیل کی ذمہ داری تفویض کرنا
۵) کام کی رفتار کی تشخیص کے لئے موزوں مشینری کا قیام

معاشی منصوبہ بندی کے اغراض:

الف) آزاد بازار کا نظام آمدنیوں اور مواقع کی عدم مساوات کی حوصلہ افزائی کرتا ہے جس کو حکومت موثر پلاننگ ہی کے ذریعے ٹھیک کر سکتی ہے۔
ب) اسی طرح روزگار کے تحفظ اور محنت کے جائز معاوضے کی ضمانت بھی پلاننگ ہی دے سکتی ہے۔
ج) اسی طرح پلاننگ ایسے معاملات میں بھی آزمائی جاتی ہے جہاں بازار کا کاروبار مطلوبہ نتائج کے حصول میں ناکام ہو جائے بازار کی ناکامی کی متعدد اسباب ہو سکتے ہیں

۱) سماجی اور نجی فوائد اور مصارف میں فرق ہو سکتا ہے جو نجی کاروبار کے لئے منافع بخش کام ہے وہ ممکن ہے معاشرے کے لئے بے حد نقصان وہ ثابت ہو اسکی متعدد مثالیں موجود ہیں کسی فیکٹری کا فضلہ قریبی ندی کے پانی کو گندہ کرتا ہے صنعت افروزی کی ابتداء میں جب کارخانے بیشتر کوئلے کو بطور ایندھن استعمال کرتے تھے تو لوگوں کے مکانات دھویں سے سیاہ ہو جاتے تھے اور شہری بستیوں کی فضا مسموم ہو جاتی تھیں ہو سکتا ہے صنعتی ترقی زراعت کے لئے مضر ثابت ہو یا انفرادی پسند کی اشیاء کو مارکیٹ سے باہر کر دے۔

۲) بازار کا کاروبار اس انداز میں ہونے لگا کہ تقسیم آمدنی نا منصفانہ اور سماجی طور پر ناپسندیدہ ٹھہرے دولت مند لوگ کمیاب ہنرمندوں کو منہ مانگے روزگار مہیا کرتے اور غیر معمولی نفع آور کاموں میں سرمایہ کاری کرتے ہیں یوں آمدنی اور دولت کے عدم مساوات کو فروغ ملتا ہے لیکن یہاں ایک الجھن کا ذکر بھی ہو جائے اگر لوگوں کو انکی مشقت کا بھرپور معاوضہ نہ ملے تو لوگ محنت سے جی چرانے لگتے ہیں اور پیداواری مستعدی متاثر ہو گی۔ گویا اس صورت میں سماجی انصاب اور معاشی مستعدی میں تصادم ہو گا۔

۳) آزاد بازار کے کاروبار پر ایک زیادہ سنگین الزام بھی ہے آزاد بازار کی موجودگی میں شرح نشوونما اتنی تیز نہیں ہوتی جتنی ہونی چاہئے جس کے اسباب درج ذیل ہیں۔

لوگ بحیثیت افراد اور خاندان اپنی ضروریات کا نسبت بحیثیت ایک معاشرہ زیادہ خیال رکھتے ہیں گویا ممکن ہے کہ بازار معاشرے کے مستقبل کی ضرورت کو اتنی اہمیت نہ دے جس کے وہ مستحق ہیں۔ سرمایہ کاری ایک مجموعی پروگرام کے مقابلے میں ایک نجی سرمایہ کاری کی پیش بینی ناقص ہوتی ہے اور وہ بڑے بڑے خطرے مول لیتا ہے۔ نقصان کی صورت میں نہ صرف یہ سرمایہ کار بلکہ پوری قومی معیشت متاثر ہوتی ہے۔

☆ سرمائے کی ناقص تقسیم پذیری (Indivisibilty of Compeness) کے باعث جو تبدیلیاں وقوع پذیر ہوتی ہیں وہ کم نہیں بلکہ اچھی خاصی ہوتی ہیں جبکہ قیمتوں کی مکانیت و معمولی تبدیلیوں کے معروضے کے تحت کام کرتی ہے۔
☆ بازار سرمایہ بڑا نامکمل (Imperfect) ہوتا ہے جو نہ صرف قیمتوں بلکہ ادارتی یا روائتی راشنگ کو ٹہ کے زیر اثر ہوتا ہے۔
☆ ان کے نتیجہ میں موزوں ترین تقسیم وسائل (Optimum Allication) میں کمی ہو سکتی ہے جسکی وجہ سے معاشی ترقی کی شرح کم ہو جائے گی۔

د) معیشتوں، صرف پلاننگ کی مدد ہی ہے تجارتی چکروں کو تباہ کاریوں سے محفوظ رہ سکتی ہیں اور خوش آئندہ کاروباری سرگرمیوں کو مستحکم بنیاد فراہم کر سکتی ہیں۔
ک) پلاننگ کسی ملک کے وسائل کے موزوں ترین استعمال کی ضمانت دیتی ہے اور صحیح پیداوار کے امکانات کو ختم کرتی ہے۔
ل) صرف موثر پلاننگ ہی کی بدولت صارفین کو کارٹلوں (Cartels) اور اجارہ داریوں کی لوٹ کھسوٹ سے محفوظ کیا جا سکتا ہے یہ ایسی اشیاء اور خدمات کی بہم رسانی کو بھی یقینی بنا دیتی ہے جو نجی سرمایہ کار مطلوبہ مقدار میں صارفین کو مہیا کرنے سے قاصر ہوتے ہیں اسکی مثالیں یہ ہیں تعلیمی، طبی اور دیگر سماجی خدمات۔
م) ریاست یا حکومت کے ذریعے موثر پلاننگ ہی کی بدولت طویل المیعاد فوائد حاصل کئے جا سکتے ہیں نجی سرمایہ کار قلیل المیعاد نفع آور کاروبار کو ترجیح دیتے ہیں

معاشی منصوبہ بندی کے مقاصد: بعض اہم ترین مقاصد درج ذیل ہیں۔

۱) بے روزگاری کو جس حد تک ممکن ہو کم کر کے مکمل روزگاری کے لئے سازگار حالات پیدا کئے جائیں۔
۲) قومی آمدنی میں زیادہ سے زیادہ اضافہ کیا جائے اور اس کو ایک معقول سطح نشوونما پر لایا جائے یا برقرار رکھا جائے اور ساتھ ہی ساتھ فی کس آمدنی اور عام آبادی کے رہن سہن کے معیار میں اضافہ بھی کیا جائے۔
۳) تیز تر اور خودکار (Self-Sustained) صنعتی نشوونما کے ذریعے پیداوار میں اضافہ کیا جائے اور اسکے ساتھ ہی ساتھ خوراک میں خودکفالت بھی حاصل کی جائے یا برقرار رکھی جائے۔
۴) مختلف طبقوں اور ملک کے مختلف علاقوں کے درمیان پائی جانے والی عدم مساوات کو دور کیا جائے۔
۵) قیمتوں کی سطح خصوصاً ضروری اشیاء کی قیمتوں کو قابو رکھا جائے اور افراط زر کا خاتمہ کیا جائے یا اس میں کمی کی جائے۔

دنیا کی تمام یونیورسٹیز کے لیے انٹرن شپ رپورٹس، پروپوزل، پراجیکٹ اور تھیسز وغیرہ بھی آرڈر پر تیار کیے جاتے ہیں۔

میٹرک، ایف اے، آئی کام، بی اے، بی کام، بی ایڈ، بی ایس، ایم اے، ایم ایڈ، ایم ایس سی، پی ایچ ڈی کی اسائنمنٹس ویب سائٹ سے مفت میں ڈاؤن لوڈ کریں ہاتھ سے لکھی ہوئی اور ایل ایم ایس کی انفرادی اختیاری مشقوں کے لیے اکیڈمی کے نمبر پر رابطہ کریں
میٹرک سے لیکر ایم اے، ایم ایس سی، ایم فل تک تمام کلاسز کی داخلوں سے لیکر ڈگری کے حصول تک کی تمام معلومات مفت میں حاصل کرنے کے لیے ہماری ویب سائٹ کا وزٹ کریں
0334-5504551 Download Free Assignments from solvedassignmentsaiou.com